خمس

عالی جناب علی احمدی میانجی صاحب

مکاتیبِ مبارکِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطالعہ

اسلام میں جن مالی واجبات کی ادائیگی واجب ہے۔ ان میں سے ایک ''خمس'' ہے۔ وجوب خمس پر کتاب وسنت میں جو کچھ ہے اس کے مطالعے سے پہلے تاریخ تشریع خمس پر گفتگو مناسب ومفید ہے۔ حکم خمس کب آیا؟

علامہ فخر الدین رازی کا بیان ہے:

صاحبِ کشاف، جاراللہ زمخشری نے کلبی سے نقل کیا ہے کہ آیۂ خمس: (وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی۔) ۲ھ یا ۳ھ، جنگ بدر میں نازل ہوئی۔ واقدی کے بقول عزوۂ بنی قینقاع میں خمس نکالی گئی۔ غزوۂ بنی قینقاع، بدر کے ایک ماہ تین دن بعد ہوا۔ ۱۵؍ شوال ہجرت کے بیس ماہ بعد۔

(تفسیر فخر الدین ۱۵/۱۶۶)

رشید رضا نے تفسیر المنار میں لکھا ہے:

اکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیت بدر میں نازل ہوئی اور تقسیم غنائم کی ابتدا بھی بدر میں ہوئی۔ لیکن سیرت نگاروں میں کچھ لوگ کہتے ہیں غزوۂ بنی قریظہ میں تقسیم غنائم کی تشریع ہوئی۔ بعض لوگوں کے نزدیک غزوہ حنین میں آیت پر عمل ہوا۔ اور ابن اسحاق اس تشریع کی تاریخ بدر سے دو ماہ پہلے رجب کا سریۂ عبداللہ بن جحش بتائے ہیں جس میں غنائم حاصل ہوئے تھے۔ سبکی کہتے ہیں: سورۂ انفال جنگ بدر میں اتری اور میرے خیال میں آیۂ خمس کا نزول تقسیم غنائم کے بعد ہوا۔ کیونکہ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ بدر میں آنحضرتؐ نے غنیمت کا مال سب میں برابر تقسیم فرمایا اور خمس نہیں نکالی۔ اسی کے ساتھ حضرت علی - سے یہ بھی منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خمس مال غنیمت بدر میں سے ایک اونٹ مجھے دیا تھا۔[۱]

(المنار، الانفال، ضمن آیت: ۴۱)

حافظ ابن حجر اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں:

اکثر علماء کا خیال ہے کہ وجوب خمس کا وقت نزولِ آیۂ مبارکہ ''وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ ــــــــــــ الخ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وقت وجوب میں سیرت نگاروں کے اقوال مختلف ہیں بعض محققین تو قبل از ہجرت تشریع خمس کے

[۱] بخاری نے کتاب فرض الخمس میں حدیث یوں لکھی ہے: زہری سے روایت ہے انھوں نے کہا مجھے خبر دی علیؑ ابن الحسینؑ نے انھوں نے حسینؑ ابن علیؑ سے (نقل کیا)۔ انھیں خبر دی کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: میرے پاس مال غنیمت بدر میں سے ایک اونٹ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خمس میں مجھے دیا تھا۔ دیکھئے ج ۴/ ۹۵۔ حاشیہ فتح ج ۶/ ۱۳۵ تفسیر قرطبی، ج ۸/ ۱ صحیح مسلم، ج ۳/ ۱۵۶۸ کتاب اشربہ حدیث ۲

قائل ہیں۔[۱]

آیۂ خمس:

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْئٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتَامٰی وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ۔'' (سورہ انفال، آیت:۴۱)

ترجمہ:

اور یہ جان لو کہ جب کسی طرح کی غنیمت تمہارے ہاتھ آئے تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کا اور رسولؐ کا (رسول کے قرابت داروں کا) اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے بشرطیکہ تم اللہ پر ایمان لا چکے ہو اور اس (مدد) پر جو ہم نے اپنے بندے پر یوم فرقان جس دن دو گروہوں کی مڈبھیڑ ہوئی تھی نازل کی اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

لغوی معنی:

غنیمت پر تفسیر و فقہ میں معنوی گفتگو دو نکتوں پر مبنی ہے:

۱۔ ''غنیمت'' و ''فَےْ'' کا فرق — یہ دونوں کلمے، کفار سے حاصل شدہ دو قسم کے اموال کے لئے مستعمل ہیں — اگر جنگ و قہر و غلبہ سے حاصل کریں تو غنیمت کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اگر جنگ و قہر و غلبہ کی صورت پیش نہ آئے تو ''فَےْ'' ہے۔

غنیمت کا پانچواں حصہ مذکورۂ بالا آیت کے حکم کے مطابق صرف ہوگا۔ اور چار حصے میدان جنگ کے حاضر سپاہیوں میں تقسیم ہوں گے۔

فَےْ: کفار سے بے جنگ و قتال حاصل ہونے والے مال سے پانچواں حصہ نکالنے کے بعد چار حصے صوابدیدِ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تقسیم ہوں گے۔

۲۔ ''غنیمت'' سے مراد موالی/ غلام و کنیز ہے، جو میدان جنگ میں کفار سے ملیں یا ''غنیمت'' سے مراد ہر قسم کا فائدہ ہے۔ جنگ اور غیر جنگ کی بحث نہیں۔

پہلے معنی کے نقطہ نظر سے بحث معنی میں نہیں بلکہ حاصل شدہ مال اور اس کے بارے میں احکام سے مربوط ہے۔

دوسرے معنی میں بات یہ ہے کہ غنیمت فقط مال جنگ ہے یا مطلق فائدہ لغوی معنی ہیں اور کفار سے بہ جنگ و غلبہ حاصل ہونے والے مال کو شریعت میں مخصوص کر دیا گیا ہے اور ان معنوں میں ''غنیمت'' حقیقت شرعیہ ہے۔

مجمع البیان:

''اَلْغَنِيْمَةُ، مَا اُخِذَ مِنْ اَمْوَالِ اَهْلِ الْحَرْبِ مِنَ الْكُفَّارِ بِقِتَالٍ۔۔۔۔۔۔۔۔''

غنیمت: جنگ میں لڑنے والے کافروں کا جو مال حاصل کیا جائے۔

تفسیر کبیر فخر الدین رازی:

''اَلْغَنَمُ: اَلْفَوْزُ بِالشَّيْئِ وَالْغَنِيْمَةُ فِی الشَّرِيْعَةِ مَا دُخِلَتْ فِی اَيْدِی الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ اَمْوَالِ الْمُشْرِكِيْنَ

[۱] الصحیح من سیرۃ النبی، ج ۳/ ۲۲۸ بحوالہ ابن عساکر تحقیق محمودی، ج ۳/ ۹۰ و رجوع کنید بہ مناقب خوارزمی/ ۲۲۵ و فرائد السمطین، ج ۱/ ۳۲۲ نیز حاشیہ ابن عساکر

عَلٰی سَبِیلِ الْقَھْرِ بِالْخَیلِ وَ الرِّکَابِ۔''

غنم: کوئی چیز پا جانا۔ شرع میں اس کے معنی ہیں۔ وہ چیزیں جو پیدل وسوار فوج کشی میں غالب آنے پر مشرکوں سے حاصل ہوں۔

تفسیر قرطبی:

''اَلْغَنِیمَۃُ فِی اللُّغَۃِ مَا یَنَالُہُ الرَّجُلَ اَوِ الْجَمَاعَۃَ بِسَعَیٍ۔ وَالْاِتِّفَاقُ حَاصِلٌ عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِہٖ ''غَنِمْتُمْ مِنْ شَیئٍ۔'' مَالَ الْکُفَّارِ اِذَا اَظْفَرَ بِہٖ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی وَجْہِ الْغَلْبَۃِ وَ الْقَھْرِ وَ لَا تَقْتَضِیْ اللُّغَۃَ ھٰذَا التَخْصِیصُ وَلٰکِنْ عَرَفَ الشَّرْعَ قَیدَ اللَّفظِ بِھٰذَا النَّوْعِ۔۔۔۔''

لغت میں ''غنیمت'' وہ مال جسے کوئی شخص یا جماعت محنت کے بعد حاصل کرے۔ ''غَنِمْتُمْ مِنْ شَیئٍ'' کے معنوں میں اس پر سب متفق ہیں کہ یہاں فتح وغلبہ کے ذریعہ مسلمانوں کے ہاتھ آنے والا مال ہے۔ لیکن لغت میں اس قسم کی تحصیص موجود نہیں یہ قید ''عَلٰی وَجْہِ الْغَلْبَۃِ۔'' عرف شرع/فقہی محاورہ ہے۔

اس تشریح سے تو یہ معلوم ہوتا ہے جیسے ''غنیمت'' ثانوی حقیقت پیدا کر چکا ہے۔ اسی کے ساتھ متعدد عبارتوں سے فَے اور غنیمت میں فرق بھی نظر آتا ہے۔ جیسے مجمع البیان یا پھر ''غَنِمْتُمْ'' کے اردگرد ایسے قرینے ہیں جو جنگ سے غنیمت کا استعمال خاص اور مجاز ثابت کرتے ہیں۔

آیۂ مبارکہ میں ''غنیمت'' کی بحث کا نتیجہ ابھی تک واضح نہیں ہوا۔ لہٰذا اس بحث کو آگے بڑھانا ہوگا۔

الف۔لغت وتفسیر

ثعالبی نے التفسیر میں لکھا ہے: ''انسان کوشش سے جو مال حاصل کرے، لغت میں اسے غنیمت کہتے ہیں۔ آنحضرتؐ کی حدیث ہے: ''اَلصِّیَامُ فِی الشِّتَآئِ ھِیَ الْغَنِیمَۃُ الْبَارِدَۃِ۔'' سردی کا روزہ بے مشقت ملنے والا مال ہے۔

قاموس۔ اقرب الموارد اور لسان العرب میں ہے:

الْغَنَم: اَلْفَوْزُ بِالشَّیئِ مِنْ غَیرِ مَشَقَّۃِ۔ زحمت کے بغیر ہاتھ آنے والا مال۔ ''بے مشقت وبلا زحمت'' کی قید صحیح نہیں ہے۔ ورنہ اس تعریف میں غنیمت جنگ شامل نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ وہ مال زحمت سے ہاتھ آتا ہے اور زیادہ تر استعمال ''بلا زحمت'' کی قید کے بغیر ہے مگر ابن اثیر نے نہایہ اور راغب نے مفردات میں ''مطلق فائدہ'' کو غنیمت کہا ہے۔

ب۔کتاب وسنت میں

کلمۂ غنیمت کا استعمال

- وَاَغْتَنِمْ مَنِ اسْتَقْرِضُکَ۔ (نہج البلاغہ، مکتوب ۳۱)

جب تم سے کوئی قرض مانگے تو اسے غنیمت سمجھو (اور فائدہ اٹھاؤ)

- اَلطَّاعَۃُ غَنِیمَۃُ الْاِکْیَاسِ۔

(نہج البلاغہ، کلمات قصار ۳۳۱)

فرماں برداری خدا دانا لوگوں کے لئے نفع کی چیز ہے۔

❁ كَالْفَالِجِ الْيَاسِرِ الَّذِىْ يَنْتَظِرُ اَوَّلَ فَوْزَةٍ مَنْ قَدَاحَهُ تُوْجِبُ لَهُ الْمُغْتَمَ وَيَرْفَعُ بِهَا عَنْهُ الْمَغْرِمِ۔

(نہج البلاغہ، خطبہ ۲۳)

اس جواری کی طرح جو جیتنے کا منتظر ہو، جو اس کے لئےغنیمت (مفت کا مال) لائے اور قرض کا بوجھ اٹھائے۔

❁ اَلرَّهْنُ لِمَنْ رَهَنَهُ لَهُ غَنَمَهُ وَعَلَيْهِ غَرَمَهُ۔

رھن اس کا ہے جس کے پاس ہو، فائدہ بھی اسی کا اور نقصان بھی اسی کا۔

❁ اَلصَّوْمُ فِى الشِّتَائِ الْغَنِيْمَةُ الْبَارِدَةُ۔

(ابن اثیر، نہایہ)

جاڑے کا روزہ بلا زحمت ہاتھ آیا ہوا مال ہے۔

❁ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ۔ (النساء: ۹۴)

تو خدا کے پاس بہت غنیمتیں ہیں۔

❁ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مَغْنَمًا وَلَا تَجْعَلْهُ مَغْرَمًا۔

(دعاء زکات، مقدمہ مرآۃ العقول، ج ا ص ۸۴)

خدایا اسے نفع قرار دے، نقصان قرار نہ دے۔

غَنِيْمَةُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ الْجَنَّةِ

(مقدمہ مرآۃ العقول، ج ا / ۸۴)

مجالس یادِ خدا کا نفع جنت ہے۔

هُوَ غَنَمٌ لِلْمُؤْمِنِ۔ بیان اوصاف روزہ

(مقدمہ مرآۃ العقول ج ا / ۸۴)

روزہ مومن کا (مال) غنیمت ہے۔

استعمالات مذکورۂ بالا میں ''غنیمت'' کے معنی نفع اور فائدے کے ہیں۔ انہی معنی میں کثیر الاستعمال ہے۔ دوسرے معنی میں اس کا استعمال اتنا عام نہیں ہوا کہ حقیقت ثانیہ پیدا کرتا۔ نیز غنم وغنیمت سے تبادر ہوتا ہے ایسی چیز کا ہاتھ آنا جس کے عوض میں کچھ نہ دینا پڑے اور غرم (ضد غنم) ہاتھ سے ایسی چیز کا جاتے رہنا جس کے عوض کچھ نہ ملے۔

ج۔ مطلق فائدہ کے معنی میں اس کا استعمال حدیث میں بہ کثرت ہے:

❁ ''كُلَّمَا اَفَادَهُ النَّاسَ فَهُوَ غَنِيْمَةٌ لَا فَرْقَ بَيْنَ الْكُنُوْزِ وَالْمَعَادِنِ۔'' (جامع الاحادیث، ج ۸/ ۵۳۸)

جو شے لوگوں کو فائدہ پہنچائے وہ غنیمت ہے۔ خزانے اور کانوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

❁ اِنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ سَنَّ فِى الْجَاهِلِيَّةِ خَمْسَ سُنَنٍ۔۔۔۔۔۔وَجَدَ كَنْزاً فَاَخْرَجَ مِنْهُ الْخُمْسَ وَتَصَدَّقَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ۔۔۔۔۔۔۔ (جامع الاحادیث، ج ۸/ ۵۳۸)

عبدالمطلب نے قبل از اسلام پانچ دستور جاری کئے۔۔۔۔ دفینہ ملتا تو اس سے خمس نکال کر صدقہ دیتے تھے۔ آیت نازل ہوئی ''وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ۔۔۔۔''

❁ ''فَاَمَّا وَجْهُ الْاَمَارَةِ فَقَوْلِهِ تَعَالٰى: وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ۔۔۔۔۔۔۔۔۔فَجَعَلَ اللّٰهُ خُمْسَ الْغَنَائِمِ يَخْرُجُ مِنْ اَرْبَعَةِ وُجُوْهٍ۔ (جامع الاحادیث، ج ۸/ ۵۲۹)

حکومت کے طور پر ارشاد باری ہے۔ جان لو، جو غنیمت حاصل کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔غنائم کا پانچواں حصہ اللہ

کے لئے چار مقاصد میں صرف ہوگا۔

پہلی حدیث میں غنیمت کے معنی بیان ہوئے اور آمدنی کے حصول میں کوئی فرق نہیں کیا گیا۔ دوسری حدیث میں حضرت عبدالمطلب کے عمل کو آیۂ خمس کا مصداق ظاہر کیا گیا ہے۔

وصحابہ وتابعین کے استعمالات میں بھی مغنم وغنیمت عام ہے اور جس معنی میں استدلال کیا ہے اس سے کلمہ کا مفہوم خاص میں منتقل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ مثلاً:

- کتاب المصنّف عبدالرزاق میں، جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے: ''مَا وُجِدَ مِنْ غَنِيمَةٍ فَفِيهَا الْخُمسَ۔'' جو بھی غنیمت ملے اس میں خمس ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر غنیمت سے مال جنگ مراد ہوتا تو یہ جملہ توضیح واضح سے زیادہ کچھ نہ ہوتا۔

- ابن جریج کہتے ہیں: کوئی شخص مکان یا زمین خریدے اس میں ''عادی''[۱] پرانا دفینہ ملے وہ مال اس شخص کے لئے غنیمت ہے۔ (مصنف ج ۴/۱۱۶)

- محمد بن حسن شیبانی کہتے ہیں: اگر کسی کو صحرا میں ''رکاز''، دفینہ ملے یا معدن میں کام کرتے ہوئے کوئی چیز پا جائے؟ خود ہی جواب دیا: اسے خمس دینا چاہئے۔ لوگوں نے کہا: خمس دینے کے بعد بھی زکات واجب ہوگی؟ کہا: ہاں، رکاز ومعدن مَغْنَم ہے۔[۲]

- ابوعبید نے کتاب الاموال (ص ۴۸۰۔۴۸۵) میں جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ ''عنبر'' میں خمس نہیں کیونکہ غنیمت نہیں، جسے ملے وہ مالک ہے۔

- عمر بن عبدالعزیز نے عروہ بن زبیر کو لکھا تھا: زمانۂ سابق میں عنبر کے بارے میں مسلمان کیا کہتے تھے؟ عروہ نے لکھا: میرے نزدیک عنبر کا غنیمت جیسا ہونا ثابت ہے، اس سے خمس لی جائے گی۔ دوسری روایت: عروہ نے جواب لکھا: مجھے ثابت ہو چکا ہے کہ ماضی کے لوگ عنبر کو غنیمت کی طرح جانتے تھے اور خمس لیتے تھے۔

(المصنف، عبدالرزاق، ج ۴/ ۶۴۔۶۵)

- کتاب الاموال (ص ۴۸۲۔۴۸۴) میں ابوعبید لکھتے ہیں۔ دوسرے افراد مالک واہل مدینہ۔ معدن (کان) کو رکاز کے ضمن میں شمار کرتے اور اس میں خمس واجب سمجھتے۔ معدن، میری نظر میں غنیمت سے زیادہ ملتی جلتی چیز ہے۔

- زیدی عالم نے ''البحرالزخار'' میں غنائم دریا، موتی وشکار بحری وخشکی کو خمس کا مال قرار دیتے ہوئے آیۂ ''وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ۔'' سے استدلال کیا اور مخالفین کے دلائل کی رد کی ہے۔ (البحرالزخار، ج ۳/ ۲۱۲)

اس تمہید کے بعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مکاتبِ مبارک کا مطالعہ بھی اسلامی نظام مال کے زکات اور خمس کے فریضہ پر روشنی مہیا کرتا ہے، آنحضرتؐ نے عرب قبیلوں یا اپنی طرف سے فرستادہ صاحبانِ منصب کو جو خط ارسال فرمائے تھے۔

[۱] عادی: عاد کے زمانے کی چیز۔ بہت پرانا دفینہ [۲] اصل شیبانی، ج ۲/ ۱۱۶

ان میں سے:

۱۔ قبیلۂ بنی البکا[۱] کے نام مکتوب میں ہے:

✿ ''۔۔۔مَنْ اَسْلَمَ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَآتَی الزَّکٰوۃَ وَاَطَاعَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَاَعْطٰی مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسِ۔۔۔''

(الوثائق السیاسیۃ، ص ۲۶۴)

جو شخص مسلمان ہوجائے اور نماز پڑھے، زکات دے، اللہ، رسول کی اطاعت کرے اور مغنم میں خمس دے۔

۲۔ بنی زہیر کے نام مکتوب میں ہے:

✿ ''۔۔۔اِنْ شَھِدُوْا اَنَّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔۔۔وَاَقَرُّوْا بِالْخُمُسِ فِی غَنَائِمِھِمْ وَسَھْمَ النَّبِیِّؐ وَصَفِیِّہٖ۔۔۔۔

(الوثائق۔۔۔/ ۲۷۳)

اگر یہ لوگ توحید کے قائل ہوجائیں۔۔۔۔مال غنیمت میں خمس اور حصہ رسولؐ وصفی خدا ادا کردیں۔۔۔۔''

۳۔ خاندان حدس[۲] کے نام مکتوب میں ہے:

(الوثائق۔۔۔۔/ ۶۵)

✿ ''۔۔۔وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَآتَی الزَّکٰوۃَ وَاَعْطٰی حَظَّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔۔۔۔۔۔۔۔۔''

اور وہ نماز پڑھیں زکات دیں اور اللہ و رسول کا حصہ ادا کریں۔۔۔۔۔۔

۴۔ بنی جوین[۳] کے نام مکتوب میں ہے:

✿ ''۔۔۔وَاَقَامَ الصَّلٰوۃِ وَآتَی الزَّکٰوۃَ وَفَارَقَ الْمُشْرِکِیْنَ وَاَطَاعَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَمِنَ الْمَغَانِمِ خُمُسُ اللّٰہِ وَسَھْمُ النَّبِیِّؐ۔۔۔۔۔'' (الوثائق۔۔۔/۲۲۱)

''۔۔۔۔۔۔ نماز پڑھیں، زکات دیں اور مشرکوں سے قطع تعلق کرلیں، اللہ، رسولؐ کی فرمانبرداری کریں مغانم سے اللہ اور رسول کا حصہ ادا کریں۔''

۵۔ قبیلہ بنی معاویہ[۴] کے نام مکتوب میں ہے:

✿ ''۔۔۔ اَقَامَ الصَّلٰوۃِ وَآتَی الزَّکٰوۃِ وَاَطَاعَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَاَعْطٰی مِنَ الْمَغَانِمِ خُمُسَ اللّٰہِ وَسَھْمَ النَّبِیِّؐ۔۔۔'' (الوثائق السیاسیہ/ ۲۵۰)

''۔۔۔۔۔نماز پڑھیں، زکات دیں، اللہ و رسول کی پیروی کریں اور مغانم میں اللہ کا خمس اور حصہ نبیؐ ادا کریں۔''

۶۔ بنی قرقہ[۵] کے ایک گروہ اور بنی جرمز کے مکتوب میں ہے:

✿ ''۔۔۔اَقَامَ الصَّلٰوۃِ وَآتَی الزَّکَاتِ وَاَطَاعَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَاَعْطٰی مِنَ الْمَغَانِمِ خُمُسَ اللّٰہِ وَسَھْمَ النَّبِیِّ۔۔۔۔'' (الوثائق السیاسیہ/۱۸۱) دیکھئے ترجمہ ۶

۷۔ جنادہ[۶] و قبیلۂ جنادہ کے نام مکتوب میں ہے:

✿ ''۔۔۔بِاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَمَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ واَعْطٰی الْخُمُسَ مِنَ الْمَغَانِمِ خُمُسَ اللّٰہِ۔۔۔۔'' (الوثائق/۱۹۶)

وہ پابند ہے کہ نماز قائم کرے، زکات دے اور جو شخص خدا اور رسول کے احکام کی اطاعت کرے اور مغانم میں خمس دے۔ اللہ اور رسولؐ کا خمس۔۔۔۔ **(باقی آئندہ)**

[۱] مکہ و بصرہ کے درمیانی راہوں میں رہنے والا قبیلہ۔ [۲] ظم کی ایک شاخ جو شام کے حدس نامی شہر میں آباد تھی۔ [۳] طی کی ایک شاخ جو تیما میں آباد تھی۔
[۴] آجاء کی پہاڑی میں طی کی آبادی کے پاس بنی معاویہ رہتے تھے۔ [۵] بنی جھینہ کے دو گروہ جن کا مسکن مدینہ و وادی القریٰ کے درمیان تھا۔ [۶] الوثائق السیاسیہ، ص ۱۹۶۔ اسد الغابہ، ج ۱/ ۳۰۰